الشیخ غازی عزیر حفظہ اللہ تعالیٰ
الخبر (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

دار الافتاء

مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق؟

بعض احباب نے اس امر کی جانب متوجہ کیا کہ ایک مختصر مضمون اس بارے میں ترتیب دوں کہ آیا مردوں اور عورتوں کی نماز کے طریقہ (ظاہری ہیئت) میں کوئی فرق شرعاً ثابت ہے یا نہیں؟ لہٰذا بعون الوہاب اس بارے میں چند معروضات پیشِ خدمت ہیں! (مرتب)

عموماً ہمارے علماء حنفیہ یہ بتاتے ہیں کہ عورتوں کی نماز کا طریقہ مردوں سے بعض افعال میں مختلف ہے، مثلاً مرد کا کانوں تک تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھانا اور عورت کا صرف کاندھے تک، مرد کا حالتِ قیام میں زیرِ ناف ہاتھ باندھنا اور عورت کا سینہ پر، نیز حالتِ سجدہ میں مرد کا اپنی رانیں پیٹ سے دور رکھنا اور عورت کا اپنے پیٹ سے چپکا لینا۔

عورتوں کی نماز کا یہ طریقہ علماء حنفیہ کی تمام کتبِ نماز اور اکثر دینی رسائل و جرائد میں بلا تحقیق شائع ہوتا رہتا ہے اور برِصغیر پاک و ہند کی بیشتر خواتین اسی طریقہ پر عمل کرتی نظر آتی ہیں، لیکن یہ طریقہ نمازِ مشروع اور ثابت نہیں ہے۔ نصیحت اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اس بارے میں فریقین کے دلائل اور ان پر کچھ علمی بحث ذیل میں پیش کی جائے، تاکہ حق و باطل میں تمیز کرنا ممکن اور آسان ہو۔

۱۔ تکبیر کے لیے مردوں کا کانوں تک ہاتھ اٹھانا اور عورتوں کا فقط کندھوں تک ہاتھ اٹھانا کسی صریح صحیح حدیث میں وارد نہیں ہے، چنانچہ شارح بخاری امام حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ اور علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں:

فائدہ: "لم یرد ما یدل علی التفرقۃ فی الرفع بین الرجل والمرأۃ وعن الحنفیۃ یرفع الرجل الی الاذنین والمرأۃ الی المنکبین لانہ استر لھا"[1]

فائدہ: مرد اور عورت کے درمیان (تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھانے کے فرق کے بارے میں کوئی ایسی حدیث وارد نہیں ہے کہ جو اس پر دلالت کرتی ہو، لیکن احناف کے نزدیک مرد کانوں تک (ہاتھ) اٹھائے اور عورت کندھوں تک۔ کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ ستر کا باعث ہے"۔

اور علامہ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:

"واعلم ان ھذہ السنۃ تشترک فیھا الرجال والنساء ولم یرد ما یدل علی الفرق بین الرجل والمرأۃ فی مقدار الرفع، وروی عن الحنفیۃ ان الرجل یرفع الی الاذنین والمرأۃ الی المنکبین لانہ استر لھا ولا دلیل علی ذلک کما عرفت"[2]

"اور جان لو کہ یہ رفع الیدین (ہاتھ اٹھانا) ایسی سنت ہے جس میں مرد اور عورتیں دونوں مشترک ہیں، ایسی کوئی حدیث وارد نہیں ہے جو ان کے درمیان اس کے بارے میں فرق پر دلالت کرتی ہو۔ اور نہ ایسی کوئی حدیث وارد ہے جو مرد و عورت کے درمیان ہاتھ اٹھانے کی مقدار پر دلالت کرتی ہو۔ اور حنفیہ سے مروی ہے کہ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت کندھوں تک، کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ ساتر (پردہ کا باعث) ہے، لیکن اس کے لیے ان کے پاس کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے۔"

۲۔ حالتِ قیام میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے یکساں طور پر حکم ہے کہ وہ سینوں پر ہاتھ باندھ لیں، خاص عورتوں کے لیے یہ حکم ہونے کی علماء حنفیہ کے

[1] فتح الباری شرح صحیح بخاریؒ لابنِ حجر عسقلانیؒ ج ۲ ص ۲۲۲ و عون المعبود شرح سنن ابی داؤدؒ للشمس الحق عظیم آبادیؒ ج ۱ ص ۲۶۳

[2] نیل الاوطار للشوکانیؒ ج ۲ ص ۱۹۸۔

پاس کوئی صریح و صحیح دلیل موجود نہیں ہے۔ شارح ترمذی علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"فاعلم انّ مذھب الامام ابی حنیفۃ انّ الرّجل یضع الیدین فی الصّلوٰۃ تحت السّرّۃ والمرأۃ تضعھما علی الصّدر ولم یرو عنہ ولا عن أصحابہ شئ خلاف ذٰلک۔" [1]

"پس جان لو کہ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ مرد نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے اور عورت سینہ پر۔ آں رحمہ اللہ سے یا آپ کے اصحاب سے اس کے خلاف کوئی اور چیز مروی نہیں ہے۔"

محدّثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"وضعھما علی الصّدر ھو الّذی ثبت فی السّنّۃ، وخلافہ إمّا ضعیف أو لا أصل لہ الخ۔" [2]

"اور سینہ پر ہاتھوں کا باندھنا سنت سے ثابت ہے۔ اور اس کے خلاف جو عمل ہے، وہ یا تو ضعیف ہے یا پھر بے اصل۔"

سینہ پر ہاتھ باندھنے کے متعلق محدّث علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے "تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی" [3] "ابکار المنن" [4] میں علامہ محمد حیات سندھیؒ (م ۱۱۶۳ھ) نے "فتح الغفور فی تحقیق وضع الیدین علی الصدور" [5] میں اور شاہ ولی اللہ محدّث کے ہم عصر مرزا مظہر شہید حنفیؒ نے رسالہ "مقامات" [6] میں نہایت نفیس بحث کی ہے، جو لائقِ مراجعت ہے۔

---

[1] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ جلد ۱ ص ۲۱۳۔

[2] صفۃ الصلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للالبانی ص ۶۹۔

[3] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ جلد ۱ ص ۲۱۳۔۲۱۷۔

[4] ابکار المنن للمبارکفوریؒ ص ۱۰۸۔

[5] طبع اہلحدیث ٹرسٹ کراچی۔

[6] مقامات للمیرزاؒ ص ۱۱۹۔

۳- حالتِ سجدہ میں عورتوں کا اپنی رانوں سے پیٹ کو چپکا لینا، اور مردوں کا اپنی رانیں پیٹ سے دور رکھنا علماء احناف کے نزدیک ایک مرسل حدیث کی بنیاد پر ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں، آپؐ نے ان سے فرمایا: "جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو، کیونکہ عورت کا حکم اس بارہ میں مرد جیسا نہیں ہے"۔

مگر واضح رہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند کا آخری حصہ بیان نہ کیا گیا ہو یعنی تابعی کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور نہ سنا، وہ "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ کر حدیث بیان کرے۔ کبھی مرسل سے مطلق انقطاع بھی مراد لی جاتی ہے، خواہ وہ بصورتِ معلق ہو یا معضل و منقطع۔ (مزید تفصیل کے لیے مصطلحات الحدیث کی کتب کی طرف مراجعت مفید ہوگی)! چونکہ مرسل بھی ضعیف حدیث کی ہی ایک قسم ہے لہٰذا جملہ محققین و محدثین کے نزدیک بالاتفاق مرسل احادیث ناقابلِ حجت مانی جاتی ہیں، صرف احناف ہی مرسل احادیث سے احتجاج کیا کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا مرسل حدیث کو امام ابو داؤدؒ نے اپنی "مراسیل[1]" میں یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے، مگر یہ روایت منقطع ہے اور اس کی سند میں موجود ایک راوی سالم عند المحدثین "متروک" بھی ہے۔ تفصیل کے لیے علامہ ابن الترکمانیؒ کی "الجوھر النقی علیٰ سنن الکبریٰ للبیہقی[2]" کی طرف رجوع فرمائیں۔

محدثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے بھی یزید بن ابی حبیب کی اس مرسل روایت کو غیر صحیح (لا یصح) قرار دیا ہے[3]۔

اس بارے میں علماء حنفیہ ایک اور روایت اس طرح پیش کرتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ رانوں سے چپکا لے، اس طرح

---

[1] مراسیل ابی داؤدؒ ص۸۔

[2] الجوہر النقی لابن الترکمانی جلد ۲ ص۲۲۳۔

[3] صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للالبانی ص۱۷۰۔

کہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو۔"

یہ روایت سنن الکبریٰ للبیہقی[1] میں موجود ہے، لیکن اس کی بابت خود امام بیہقیؒ یہ صراحت فرماتے ہیں کہ "اس جیسی (ضعیف) روایت کے ساتھ استدلال درست نہیں ہے"۔ مقامِ حیرت ہے کہ علامہ متقی الہندیؒ نے اسے کنز العمال میں کیوں کر درج کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کا ایک اثر بھی اس بارے میں بیان کیا جاتا ہے:

"انہ کان یأمر نساءہ یتربعن فی الصلاۃ"۔[2]

مگر یہ اثر بھی سنداً ضعیف ہے، اس کا ایک راوی عبداللہ بن عمر العمری محدثین کے نزدیک "ضعیف" ہے، علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ اس اثر کے متعلق فرماتے ہیں: "فلا یصح اسنادہ"۔[3] (یعنی اس کی سندِ روایت صحیح نہیں ہے)

پس معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک عورتوں کے مروج سجدہ کا طریقہ کسی طرح ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس طریقہ کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحیح و صریح ارشادِ مبارک ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں، جن میں سے چند ذیل میں پیشِ خدمت ہیں:

۱۔ "لا یبسط احدکم ذراعیہ انبساط الکلب"۔

"تم میں سے کوئی (حالتِ سجدہ میں) اپنے دونوں بازو نہ بچھائے کہ جس طرح کتا بچھاتا ہے"۔

۲۔ "اعتدلوا فی السجود ولا یفترش احدکم ذراعیہ افتراش الکلب"۔

"سجدہ اطمینان سے کرو اور تم میں سے کوئی بھی سجدہ میں اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے"۔

۳۔ "اذا سجد احدکم فلا یفترش یدیہ افتراش الکلب ولیضم فخذیہ"۔

---

[1] سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۲۲-۲۲۳ [2] مسائل الامام احمد لابنہ عبداللہ ص ۷۱۔

[3] صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للالبانی ص ۱۷۰۔

۴۔ نھٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن نقرۃ الغراب وافتراش السبع وان یوطن الرّجل المکان فی المسجد کما یوطن البعیر۔"

۵۔ نھی النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم ان یفترش الرّجل ذراعیہ افتراش السّبع۔"

۶۔ "اعتدلوا فی السّجود لا یبسطنّ احدکم ذراعیہ فی الصّلوٰۃ بسط الکلب۔"

۷۔ لا تبسط ذراعیك (بسط السّبع) وادّعم علیٰ راحتیك وتجاف عن ضبعیك فانّك اذ فعلت ذٰلك سجد کلّ عضو منك معك"۔ وغیرہ۔

واضح رہے کہ ان تمام احادیث پر حضرات انس بن مالکؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابوہریرہؓ، عبدالرحمٰن بن شبلؓ، براء بن عازبؓ، ابوحمیدؓ، عائشہ صدیقہؓ، قتادہ، شعبہ، لیث، اعمش، ابومعاویہ، محمود بن غیلان، مسلم بن ابراہیم، یزید بن ہارون، جعفر بن عبداللہ، تمیم بن محمود، ابوسفیان، عبدالملک بن شعیب، ابن وہب، ابوالعلاء، ایوب بن ابی مسکین، اسماعیل بن مسعود، سعید، خالد، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، شعیب، دراج، ابن حجیرہ، محمد بن بشار، محمد بن جعفر، امام بخاری[1]، امام مسلم[2]، امام ابوداؤد[3]، امام ترمذی[4]، امام نسائی[5]، امام حاکم، امام ابن ماجہ[6]، امام طیالسی[7]، امام دارمی[8]، امام ابن خزیمہ[9]، امام ابوعوانہ[10]، امام بغوی[11]، حافظ مقدسی، امام ذہبی، امام نووی، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام ابن قدامہ مقدسی، علامہ ابن رشد القرطبی، علامہ نذیر حسین دہلوی، علامہ شمس الحق عظیم آبادی، علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری، علامہ صدیق حسن خان بھوپالی، علامہ محسن الیمانی، علامہ عبدالجبار کھنڈیلوی اور

---

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری جلد ۲ ص ۳۰۱ [2] صحیح مسلم بشرح النووی ج ۴ ص ۲۰۹-۲۱۰
[3] سنن ابی داؤد مع عون المعبود جلد ۱ ص [illegible] [4] جامع ترمذی تحفۃ الاحوذی جلد ۱ ص ۲۳۳
[5] سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ جلد ۱ ص ۱۳۱ [6] سنن ابن ماجہ حدیث ۸۹۲۔
[7] مسند طیالسی جلد ۱ ص ۹۹ [8] سنن دارمی جلد ۱ ص ۳۰۳ [9] صحیح ابن خزیمہ حدیث ۶۴۴، ۶۵۲۔
[10] صحیح ابن خزیمہ ، جلد ۲ ص ۱۸۲-۱۸۳ [11] شرح السنّۃ للبغوی حدیث ۶۴۹۔

علامہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (صاحب التعلیقات السلفیہ) وغیرہ رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، فقہاء حدیث، محدثین، شارحین حدیث اور علماء حدیث نے روایت واعتماد کیا ہے۔ بعض محدثین کرام نے تو اس بارے میں مستقل ابواب بھی باندھے ہیں، مثلاً امام بخاریؒ نے اپنی "الجامع الصحیح" میں ایک باب "لا یفترش ذراعیہ فی السجود" کے عنوان سے اور امام نسائیؒ نے اپنی "سنن میں ایک باب "النھی عن بسط الذراعین فی السجود" کے عنوان سے قائم کیا ہے۔

اس بارے میں چند مشاہیر کی تصریحات بھی قارئین کی تشفی کے لیے ذیل میں پیشِ خدمت ہیں:

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

"حضرت جابرؓ کی حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اہلِ علم حضرات کا عمل ہے، جو سجدہ میں اعتدال اختیار کرتے ہیں اور جنگلی جانوروں کی طرح اپنے بازو نہیں بچھاتے"۔ [1]

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"(حالتِ سجدہ میں بازو بچھانے) کی اس ہیئت کی کراہت میں کوئی شک نہیں ہے الخ"۔ [2]

علامہ ابنِ قدامہ مقدسیؒ امام ترمذیؒ کا مذکورہ بالا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ افتراش (یعنی بازو بچھانا) وہی ہے جس سے حدیث میں منع فرمایا گیا ہے، اور وہ یہ کہ کوئی اپنے بازو زمین پر اس طرح بچھائے جس طرح جنگلی جانور رکھتے ہیں۔ اہلِ علم نے اسے مکروہ جانا ہے الخ"۔ [3]

علامہ ابو الولید محمد بن احمد المعروف بابنِ رشد القرطبیؒ (م ۵۹۵ھ) فرماتے ہیں:

---

[1] جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی جلد ا صـ ۲۴۳

[2] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ جلد ا صـ ۲۴۳ وعون المعبود للعظیم آبادیؒ جلد صـ ۳۲۹

[3] المغنی لابنِ قدامہ المقدسیؒ جلد ا صـ ۵۱۸، ۵۱۹

"نماز میں اقعاء کی کراہت پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ کیونکہ حدیث میں ممانعت وارد ہے کہ کوئی شخص نماز میں کتّے کی طرح بازو نہ بچھائے۔ اور اس بارے میں بھی علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ ہیئت نماز کی ہیئت میں سے ہرگز نہیں ہے۔ الخ" [۱]

اور حافظ ابنِ قیم فرماتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ نماز میں حیوانات سے مشابہت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اس طرح بیٹھنا کہ جس طرح اونٹ زمین پر بیٹھتا ہے، یا ثعلب کی طرح التفات، یا جنگلی جانور کی طرح افتراش، یا کتّے کی طرح اقعاء، یا کوّے کی طرح ٹھونگیں مارنا، یا سلام کے وقت گھوڑے کے دُموں کی طرح ہاتھ اٹھانا سب افعال منع ہیں۔ الخ" [۲]

چنانچہ ثابت ہوا کہ سجدہ کا اصل ومسنون طریقہ وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا طریقہ تھا، اور جو ذخیرۂ احادیث میں یوں محفوظ ومروی ہے:

"اذا سجد وضع یدیہ غیر مفترش ولا قابضهما" [۳]

"جب آپؐ سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر نہ بچھاتے اور نہ ہی اپنے پہلوؤں سے ملاتے تھے"

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب عورتوں کی نماز میں مروج طریقہ کے بارے میں چند اصولی باتیں بھی بیان کر دی جائیں، تا کہ عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق کی حقیقت مزید آشکارا ہو جائے۔

پہلی بات تو یہ کہ قرآنِ کریم میں جس جس مقام پر بھی نماز کا حکم نازل ہوا ہے، کسی ایک مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کے طریقہ نماز میں فرق بیان

---

[۱] بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد لابن رشدؒ جلد ۱ ص ۱۳۹-۱۴۰ مختصراً۔

[۲] زاد المعاد فی ھدی خیر العباد لابنِ قیمؒ جلد ۱ ص ۱۱۶۔

[۳] صحیح بخاریؒ مع فتح الباری جلد ۲ ص ۳۰۱، سنن ابی داؤدؒ مع عون المعبود جلد ۱ ص ۳۳۹، سنن الکبریٰ للبیہقیؒ جلد ۲ ص ۱۱۶، شرح السنۃ للبغویؒ حدیث ۵۵۷، صحیح ابنِ خزیمہؒ حدیث ۶۴۳

نہیں فرمایا ہے۔

دوسری بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صحیح وثابت حدیث سے مرد و عورت کی نماز کے طریقہ میں فرق ثابت نہیں ہوتا۔

تیسری بات یہ کہ عہدِ رسالت سے آج تک یعنی جملہ امہات المومنین، صحابیات اور احادیث نبوی پر عمل کرنے والی تمام خواتین کا طریقہ نماز نسلاً بعد نسلٍ وہی رہا ہے جو مردوں کا ہے، چنانچہ امام بخاریؒ نے امِ درداء سے بسندِ صحیح ایک روایت اپنی "تاریخ الصغیر" میں یوں بیان کی ہے:

"انہا کانت تجلس فی صلاتہا جلسۃ الرجل وکانت فقیہۃ"[1]

"وہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھا کرتی تھیں اور وہ فقیہہ تھیں"۔

چوتھی بات یہ کہ "صحیح بخاری" میں نماز کے طریقہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صریح اور عام حکم ہے:

"صلوا کما رأیتمونی اصلی"[2]

"تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو"۔

چونکہ اس صحیح حدیث کا عموم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے، لہٰذا مرد و عورت کی نماز کے طریقہ میں فرق بیان کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صریح حکم کو ٹھکرانے کے مترادف ہے۔

پانچویں بات یہ کہ سلف و صالحین یعنی خلفاء راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، محدثینؒ صلحائے امت اور وہ علمائے دین جنہیں تمسک بالحدیث النبوی کی لازوال نعمت ملی ہے، میں سے کوئی ایک فرد ایسا نظر نہیں آتا جو دلیل کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور مردوں کے لیے علیحدہ علیحدہ نماز کے طریقے بیان فرمائے تھے، بلکہ ابراہیم النخعیؒ تو بصراحت فرماتے ہیں کہ:

"تفعل المرأۃ فی الصلاۃ کما یفعل الرجل"[3]

---

[1] تاریخ الصغیر للبخاریؒ ص ۹۵

[2] صحیح بخاری مع فتح الباری جلد ۲ ص ۱۱۱، ارواء الغلیل للالبانی حدیث ۲۱۳

[3] مصنف ابنِ شیبہ جلد ۱، ۲ ص ۷۵ بسندِ صحیح۔

"نماز میں عورت بھی بالکل ویسے ہی کرے جیسے کہ مرد کرتا ہے۔"

جن علماء نے عورتوں کا نماز میں تکبیر کے لیے کندھوں تک ہاتھ اٹھانا، قیام میں سینہ پر ہاتھ باندھنا اور سجدہ میں گٹھڑی کی طرح سمٹ جانے کو موجب ستر بتاتے ہوئے مستحسن جانا ہے، وہ دراصل قیاسِ فاسد کی بناء پر ہے کیونکہ جب اس بارے میں قرآن وسنت خاموش ہیں تو کسی فقیہ، مجتہد، مفتی یا عالمِ دین کو یہ حق کہاں سے پہنچتا ہے کہ وہ اس طرح کی کسی من مانی تفریق کا از خود دین میں اضافہ کرے؟ بلاشبہ یہ تشریع ہے، جو ایک بڑی جسارت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمان بھائی بہنوں کو حق پر چلنے اور اس کی حمایت کی توفیق بخشے، آمین۔

یاد رکھیں کہ تکبیر سے تسلیم تک مردوں اور عورتوں کی نماز کی ہیئت صرف ایک ہے، سب کے لیے تکبیرِ تحریمہ، وضع الیدین، دعائے استفتاح، قرأت سورۃ الفاتحہ، تأمین، قرأت بعد فاتحہ، رفع الیدین، رکوع، قومہ، رفع الیدین، سجدہ، جلسہ استراحت، قعدۂ اولیٰ، تشہد، تحریک اصابع، قعدۂ اخیرہ، تورک، صلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دعاء قبل السلام، تسلیم، اور پھر ہر مقام پر پڑھی جانے والی مخصوص دعائیں سب چیزیں ایک جیسی ہی تو ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کے نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بتایا ہے۔ محدثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ اپنی کتاب "صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من التکبیر الی التسلیم کانك تراھا" کے اختتام پر تحریر فرماتے ہیں:

> "آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت وصفات کے متعلق جو کچھ ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے، اس میں مرد اور عورتیں دونوں برابر ہیں۔ بلکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد: "صلّوا کما رأیتمونی أصلّی" کے عموم میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ الخ!"[1]

البتہ لباس، ستر، عورتوں کی امامت کے وقت عورت امام کا اگلی صفت کے وسط میں کھڑے ہونا، مرد امام کے سہو پر متنبہ کرنے کے لیے عورت کا تالی بجانا۔ مرد امام کے

---

[1] صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للالبانی ص ۱۷۰۔